TQ Lesson200 Surah Qassass ayat1-21 tafseer-1

سورت القصص مکی سورت ہے اس کی 88 آیات اور 9 رکوع ہیں حروف کی تعداد 5800 ہے کلمات 441 ہیں اس سورت کا نام---- **فَلَمَّا جَآءَهُۥ وَقَصَّ عَلَيۡهِ ٱلۡقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفۡ نَجَوۡتَ مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ۔ (25-سورت القصص)** کےاس فقرے **وَقَصَّ عَلَيۡهِ ٱلۡقَصَصَ** سے لیا گیا ہے۔ **ٱلۡقَصَصَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں لغت کے اعتبار سے ترتیب وار واقعات بیان کرنا یہ نام اس سورت کا عنوان بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مفصل بیان ہوا ہے، تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس کا گویا کہ یہ علامتی نام نہیں ہے بلکہ کیا ہے کہ قصے کی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا۔ اچھا زمانہ نزول کے اعتبار سے ترتیب کیا ہے؟ پہلے سورت الشعراء ، سورت النمل اور پھر سورت القصص نازل ہوئی جس طرح سے زمانی ترتیب ہے مصحف میں بھی اسی ترتیب سے ہے آپ نے پہلے سورت الشعراء پڑھی پھر سورت النمل پڑھی پھر اس کے بعد سورت القصص آپ نے پڑھی اگر ان تینوں سورتوں میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے اجزاء بیان ہوئے ہیں اگر ان کو آپ اکٹھا کریں تو وہ مل کر ایک پورا قصہ بن جاتے ہیں اب آپ دیکھئے سورت الشعراء میں نبوت کا منصب قبول کرنے سے معذرت کرتے ہوئے وہ کیا کہتے ہیں کہ میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں اور اس میں آپ مزید اس کی تفصیل پڑھتے ہیں پھر سورت النمل میں آپ پڑھتے ہیں کہ وہ جا رہے تھے یکایک راستے میں ان کو روشنی نظر آئی (آگ)گویا کہ وہ سفر میں ہیں پہلے قتل ہے پھر قتل کرنے کے بعد سفر کرتے ہیں پھر وہاں رہتے ہیں جب وہاں سے واپس آ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نبی بنا دیتے ہیں اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اگر آپ غور کریں تو کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام تقریباً **124** دفعہ آیا ہے قرآن میں مختلف انداز میں اور یہ پانچ اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں یہ پہلے رسول ہیں جنہیں مستقل شریعت عطا ہوئی اور کتاب دی گئی بڑے صاحبِ جلال پیغمبر تھے آپ کی پیدائش، آپ کی تربیت معجزانہ انداز میں ہوئی اور کن دنوں میں ہوئی جن دنوں فرعونِ مصر بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصل مشن کیا تھا ایک طرف بنی اسرائیل کو آزاد کرائیں اور دوسری طرف فرعون کو توحید کی دعوت دیں کہ وہ اللہ کا بندہ بن جائے اور جو بات ہمارے لئے بہت اہم ہے وہ کیا تھی کہ اگر آپ غور کریں بنی اسرائیل کے حالات پر تو کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ بنی اسرائیل کا ذکر بھی قرآن میں بڑی تفصیل سے ملتا ہے بار بار ملتا ہے تو اس کی کیا وجہ تھی اس لئے کہ بنی اسرائیل نے ایک طویل زمانے تک حکومت بھی کی بہت سے پیغمبر اس میں آئے بہت سے معجزات اور نعمتوں سے اس قوم کو اللہ تعالی نے نوازا اور یہ قوم پھر اس کے بعد غلام بن کر غلامانہ زندگی بسر کرتے کرتے ان کے اندر اعتماد ختم ہو چکا تھا اور جیسے ایک اطاعت کا جو جذبہ ہوتا ہے وہ نہیں رہا تھا یہ بہادر نہیں رہے تھے کیونکہ حاکم نہیں رہے تھے تو مظالم سہتے سہتے یہ بہت زیادہ بزدل بھی ہو چکے تھے تو اب بزدل قوم کو بہادر بنانا، اس کو یاد دلانا کہ تم کون ہو، اس کو جہاد پر آمادہ کرنا اور اس کو اللہ کا پیغام سکھانا تو یہ چیزیں ساری بڑی اہم ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کردار میں مختلف انداز میں آپ اس کو پڑھتی ہیں یہاں پر آپ اس بات کو بھی سمجھتی چلی جائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اتنی تفصیل سے آیا ہے دوسرے انبیاء کی نسبت تو اس کی وجہ کیا تھی کہ رسول اللہ ﷺ قریش میں سے تھے اور قریش کو دین کی دعوت دے رہے تھے اور آپ کے حالات بھی بڑے سخت تھے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات اس سے بھی زیادہ سخت تھے کیوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زیادہ سخت تھے؟ کہ فرعون جیسے مغرور اور سرکش اور فوراً بھڑک

اٹھنے والا جو حاکم ہے اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعوت رسالت کے لئے بھیجا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے مخاطب کون تھے آپ کی اپنی ہی قوم کے لوگ آپ قریش ہی کا ایک فرد تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام غلام قوم کا ایک فرد تھے آپ سوچیں کہ طبقاتی تقسیم اس کی کشمکش میں رہتے ہوئے غلام قوم میں سے ایک فرد اٹھتا ہے اور جا کر پیغام دیتا ہے تو کتنا فرق ہے اور پھر کیا کرتا ہے؟ فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب موجودہ زندگی میں موجودہ دور میں بھی آپ دیکھیں کہ کچھ قومیں فاتح ہیں کچھ قومیں مفتوح ہیں، کچھ حاکم ہیں کچھ غلام ہیں اور مطیع ہیں اور پھر غلام قوموں کا فاتح قوم اور حاکم قوم کے قبضے سے نکلنا، آزادی کو حاصل کرنا کیا ہے جوئے شیر لانے سے کم نہیں بڑا مشکل ہے تو اللہ رب العزت محمد ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ گو اے مسلمانوں اے محمد ﷺ تمہارے حالات بھی سخت ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات اس سے بھی زیادہ سخت تھے اس سے بھی زیادہ شدید تھے تو بشارت کیا ہے؟ کہ معرکۂ حق و باطل میں آخر اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اور ایمان لانے والوں کو کامیاب کرتا ہے اور دشمن تباہ و برباد ہو جاتا ہے خواہ وہ فرعون جیسا ہی کیوں نہ ہو تو اس طرح سورت القصص کو آپ مضمون کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کر سکتی ہیں ایک حصے میں کیا ہے؟ کہ فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اور دوسرا حصہ اس میں بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں

آیت نمبر 1. طسم

طا سین میم یہ حروف مقطعات ہیں یہ معجزہ ہے قرآن مجید انہی کلمات سے مل کر بنا ہے اور حروف مقطعات کے معنی یہ ہیں کہ وہ حروف جو الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں لیکن اس کے معنی اللہ رب العزت ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں

آیت نمبر 2. تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ

ترجمہ. یہ کتاب مبین کی آیات ہیں

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی **تِلْكَ** جو ہے اسم اشارہ بعید ہے تو یہاں پہ **تِلْکَ** کیوں آیا **هَذِهِ** کیوں نہیں آیا قرآن کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے کہ یہ ہیں **آيَاتُ** آیت کی جمع آیات کہ یہ ہیں آیات ویسے تو آیات نشانی کو کہتے ہیں وہ کائنات کے اندر بھی ہیں دلائل جو ہیں اللہ کسی پیغمبر کو جو دیتا ہے معجزات وہ بھی آیات ہیں اس کے علاوہ قرآن مجید کی جو آیات ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے معجزات میں سے ہیں اور یہ ہیں آیتیں الْكِتَابِ الْمُبِينِ روشن کتاب کی اب آپ دیکھیں کہ کتاب کو الکتاب کہہ کے کہ خاص کتاب کی آیتیں ہیں کوئی معمولی نہیں ہیں اور پھر **الْمُبِينِ** کی صفت آگئی جو خود روشن ہے اور دوسروں کو روشن کرنے والا ہے لازم اور متعدی کے معنی یاد رکھیں جو خود واضح ہے اور دوسروں کے جو شکوک اور شبہات ہیں ان کو بھی دور کرنے والا ہے واضح کرنے والا ہے تو اللہ رب العزت قرآن مجید کی تعریف کر رہے ہیں کہ یہ آیات جو آپ کو وحی کی جاتی ہیں یہ کتاب واضح کی آیات ہیں یہ آیات کھلی کتاب کی آیات ہیں۔ آتی کہاں سے ہیں ؟

آیت نمبر 3. نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ۔ ہم حضرت موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سُناتے ہیں ایسے لوگوں کے فائدے کے لئے جو ایمان لائیں

نَتْلُو عَلَيْكَ ہم تلاوت کرتے ہیں آپ کے اوپر **عَلَيْكَ** آپ کے سامنے تو ان آیات کو اتارنے والے ،ان کو نازل کرنے والے، ان کو سنانے والے ہم ہیں **نَتْلُو** ن ہم کے لئے ہے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے لئے اس کو استعمال کی ہے ہم تلاوت کرتے ہیں، ہم سناتے ہیں **عَلَيْكَ** آپ پر کون کہتا ہے کہ آپ کسی سے سیکھ کر آتے ہیں؟ کون کہتا ہے کہ کوئی آپ کو آکر سکھا جاتا ہے؟ **نَتْلُو عَلَيْكَ** ہم تلاوت کرتے ہیں آپ پر **مِنْ نَبَإِ** اب یہاں پہ آپ دیکھیں مِن اس کے معنی کیا ہے یعنی **مِنْ** کچھ کے معنی میں آیا ہے **مِنْ** تبعیض کے لئے ہے ایک ہوتا ہے کل یہاں پہ کیا ہے؟ **مِنْ نَبَإِ** خبروں میں سے کچھ **نَبَإِ** بڑی خبر کو کہتے ہیں تو ہم آپ کو سناتے ہیں کچھ خبریں، کچھ احوال ،کچھ بڑے بڑے حالات، بڑی اہم اہم خبریں کونسی خبریں؟ **مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ** حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی کچھ خبریں کچھ حالات احوال ہم آپ کو سناتے ہیں **بِالْحَقِّ** جو ہم آپ کو سنائیں گے وہ ہوگا حق کے ساتھ تحقیقی صحیح ٹھیک۔ کہ بنی اسرائیل میں کچھ چیزیں جو تھیں وہ رواج پا گئی تھیں اور پیغمبروں کے حالات میں ان کے کردار میں ان کے مشن میں انہوں نے کافی تبدیلی کر لی تھی تو اللّٰہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ ہم آپ کو جو خبر سنائیں گے وہ کیا ہے کہ حق کے ساتھ اور اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حضرت محمد ﷺ کو پچھلی قوموں کے واقعات، پچھلے پیغمبروں کے حالات جو تھے وہ سنایا کرتے تھے اور آپ دیکھیں سورت یوسف میں بھی اگر آپ پڑھیں آیت نمبر 3 تو وہاں بھی کیا بات پتہ چلی کہ **نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ** ہم آپ کے سامنے قصوں میں سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بےخبروں میں سے تھے۔ تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ محمد ﷺ عالِم الغیب نہیں تھے آپ کو کوئی آکر سکھا نہیں جاتا تھا اور آپ اللّٰہ کے سچے نبی تھے سچے واقعات اللّٰہ رب العزت آپ پر نازل کرتے تھے آپ کسی کے شاگرد نہیں تھے کوئی آپ کا استاد نہیں تھا تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو سکھاتے ہیں کیوں سکھاتے ہیں؟ کیوں آپ کو سناتے ہیں؟ **لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اس کے معنی کیا ہیں کہ ایمان رکھنے والوں کے لئے یہ واقعہ فائدہ دے گا کیا واقعہ؟ یہ جو واقعہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللّٰہ کے سچے پیغمبر ہیں اور وحی کے بغیر صدیوں پہلے کا واقعہ آپ نہیں سنا سکتے تھے ناممکنات میں سے ہے تو یہ واقعہ سنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا پیارے رسول مکہ میں سنا رہے ہیں صدیوں پہلے کا واقعہ جو حق ہے سچ ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللّٰہ کے سچے پیغمبر ہیں آپ پر جو قرآن بھیجا گیا وہ سچی کتاب ہے قرآن معجزہ ہے آپ دیکھیں کہ اگر آپ آیت نمبر 2 اور آیت نمبر 3 پر غور کریں تو کیا پتہ چلتا ہے ایک طرف قرآن کی حقانیت اور قرآن کی عظمت اور اہمیت کا اقرار ہے اور دوسری طرف حضرت محمد ﷺ کی رسالت جو ہے اس کے اوپر دلیل دی گئی ہے اچھا وہ واقعہ کیا تھا

آیت نمبر 4. إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا

إِنَّ فِرْعَوْنَ یقیناً فرعون نے **عَلَا** سرکشی کر رکھی تھی آپ کو پتہ ہی ہے **(ع ل و)** کے معنی کیا ہوتے ہیں بلندی اختیار کرنا،علو اختیار کرنا، تو فرعون نے کیا کیا ہوا تھا؟ وہ چڑھ رہا تھا بلندی پہ جا رہا تھا کہاں چڑھ رہا تھا؟ **فِي الْأَرْضِ** زمین میں اور زمین کون سی تھی جہاں فرعون بس رہا تھا، آباد تھا ،مصر کی زمین کہ فرعون نے مصر میں ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا فرعون اپنے آپ کو بڑا معبود کہلواتا تھا، وہ خدا بن بیٹھا تھا اور بندوں کو اس نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور فرعون کیا کرتا تھا کہ مصر کی سرزمین میں اتنا چڑھا ہوا تھا اتنا فساد کرتا تھا آپ سوچیں کہ تھا وہ بندہ اور خدا بن گیا اور پھر بندوں کے ساتھ اس کا سلوک کیسا تھا **وَجَعَلَ أَهْلَهَا**اور اس نے بنا رکھا تھا وہاں کے رہنے والوں کو **شِيَعًا** گروہ گروہ یہ **شِيَعة** کی جمع ہے اور ویسے معنی ہوتے ہیں مشہور ہونا. پھیلانا تو یہاں پھر اس کے معنی کیا ہیں کہ اس نے لوگوں کو پھیلا رکھا تھا اس نے لوگوں کو گروہ گروہ میں تقسیم کر رکھا تھا گویا کہ وہ اس حکمت عملی پر عمل کرتا تھا (تقسیم کرو اور حکومت کرو) " کہ لوگوں کو آپس میں لڑاؤ۔ لوگوں کے اندر اس نے طبقاتی کشمکش پیدا کر رکھی تھی جیسے آپ دیکھیں ہندوستان میں جو ہندو ہیں ان میں بھی ایک طبقاتی تقسیم ہے کون برہمن ہے یا کون اونچے درجے کا ہے کون نیچے درجے کا ہے تو بعض قوموں میں طبقاتی تقسیم ہوتی ہے نسلی اعتبار سے بھی تو اس کی حکمت عملی کیا تھی کیسے یہ **عَلَا** سر چڑھ رہا تھا، کیسے بلندی پر تھا کہ اس نے اپنی رعایہ میں طبقاتی تقسیم کی ہوئی تھی اور ایک تھی اس کی اپنی قوم جو مصر کے قدیم باشندے تھے انہیں قُبطی کہتے تھے بعض لوگ اسے قِبطی بھی بولتے ہیں تو یہ بڑا معزز طبقہ تھا اور کیسے پتہ چلتا تھا کہ یہ معزز ہیں کہ جتنے بھی سرکاری مناصب تھے وہ ان کو ملتے تھے حکمران ہونے کے ناطے ان کے حقوق کی ضرورت سے زیادہ نگہداشت کی جاتی تھی حقوق بھی ان کو، رعایتیں بھی ان کو، عہدے بھی ان کو اور دوسرے تھے بنی اسرائیل جو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے سے یعنی تقریباً چار سو سال سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے مصر میں بنی اسرائیل کے لوگ کب آئے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اور آپ سوچیں چار سو سال سے وہ یہاں آکر آباد تھے اور اس وقت وہ حکمران قوم کی حیثیت سے آئے تھے کیوں؟ یوسف علیہ السلام حاکم تھے لیکن ایک صدی بعد ہی جب ان کے اندر دینی زوال آیا اخلاقی زوال آیا یہ لوگ فرقوں میں بٹ گئے تو اللہ نے ان سے حکومت چھین لی پھر ان پر کون حاکم ہو گئے؟ مصری قوم ان پر حاکم ہو گئی اب انہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ اچھوتوں اور شودروں کا سا سلوک کیا۔ معاشرے میں کوئی عزت نہیں تھی کوئی سرکاری عہدہ ان کو مل نہیں سکتا تھا اور حکمران قوم کے گھروں کے اندر بنی اسرائیل کی عورتیں جو تھیں وہ کیا کرتی تھیں؟ ان کے گھروں کا کام کاج کرتی تھیں اور بنی اسرائیل کے مرد بھی مصر کا جو معزز طبقہ تھا قبطی طبقہ، جو فرعون کا طبقہ تھا ان کے گھروں میں غلام تھے، ملازم تھے عورتیں بھی اور مرد بھی تو آپ دیکھ لیں آپ اندازہ کریں کہ سیاسی حالات کیسے تھے ، معاشرتی حالات کیسے تھے، معاشی حالات کیسے تھے، اخلاقی اور دینی حالات کیسے تھے کیونکہ جب کوئی قوم کسی کی ماتحت ہو جائے, مغلوب ہو جائے تو پھر ذہن بھی غلام ہو جاتے ہیں پھر کلچر ثقافت زبان، ساری چیزوں پر جو فاتح قوم ہے اس کے اثرات آنے لگتے ہیں۔

تو جیسے آج بھی اگر دنیا کے حالات کا آپ جائزہ لیں کہ جو قومیں حکومت کر رہی ہیں تو ان قوموں کا کلچر، ان کی زبان، ان کی ثقافت بہت تیزی سے پھیلتی ہے جیسے امریکہ کے بارے میں آتا ہے امریکہ کے مورخین، تاریخ دان وہ امریکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ امریکہ کی تاریخ ایسے ہے جیسے کہ ایک (پگھلانے والا برتن) اور وہ مختلف قومیں ہیں جو مختلف اوقات میں امریکہ میں آتی ہیں تو کیا ہوتا ہے کہ اس برتن کے اندر داخل ہوتی ہیں تو ان کا مذہب ان کا کلچر ،ان کی ثقافت، ان کی زبان ان کی اقدار سب کچھ اس برتن کے اندر پگھل جاتا ہے اور باہر نکلتی ہیں تو پھر جو امریکن کا رنگ ڈھنگ ہے اس کو وہ اپنا لیتی ہیں کیونکہ وہ حکومت کر رہا ہے آپ اس سے اندازہ کریں اس بات کا **إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا** اور اس کے لوگوں کو اس نے گروہ گروہ بنا رکھا تھا **يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ۔ يَسْتَضْعِفُ** کا مادہ کیا ہے **(ض ع ف)** اور اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ضعف کمزور اور اگر شروع میں (ی س ت) آ جائے تو کمزور بنا دینا یا کمزوری مانگنا تو **يَسْتَضْعِفُ** کہ اس نے کمزور بنا رکھا تھا **طَائِفَةً مِّنْهُمْ** ایک فرقے کو ان میں سے یعنی بنی اسرائیل مراد ہیں اور بنی اسرائیل کبھی بڑی افضل قوم تھی پیغمبروں کی اولاد میں سے تھی کبھی حکومت بھی کی لیکن اب کیا تھا کہ فرعون کی غلام تھی اور فرعون کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی فرعون کیا کرتا تھا **يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ۔ طَائِفَةً** سے مراد کون ہے بنی اسرائیل ان کے ایک فرقے کو اس نے کمزور بنا رکھا تھا **يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ** اور کیسے کمزور کیا تھا وہ ذبح کرتا تھا ان کے لڑکوں کو اور یہاں پہ آپ دیکھیں **يُذَبِّحُ** وہ ذبح کر ڈالتا تھا ان کے بیٹوں کو **وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ** اور زندہ چھوڑتا تھا ان کی عورتوں کو تو اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل کے حالات کیسے تھے کہ آپ سوچیں کہ فرعون اتنا ظلم کرتا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرواتا تھا کیوں اس نے ذبح کروایا کہتے ہیں اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو یہ تھی کہ فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا پریشان کن خواب تھا اس نے نجومیوں کو بلایا نجومیوں سے اس خواب کی اس نے تعبیر پوچھی اور نجومیوں نے کیا اس کی تعبیر بتائی کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ایک بچے کے ہاتھوں فرعون کی ہلاکت ہوگی اور اس کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اب اس کا حل اس نے یہ نکالا کہ ہر پیدا ہونے والا اسرائیلی بچہ قتل کر دیا جائے کیوں؟ جو بھی کاہن وغیرہ تھے جو بھی نجومی تھے انہوں نے یہی بات بتائی تھی اور دوسرا کہتے ہیں کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اللّٰہ کے خلیل تھے بنی اسرائیل کے لوگ آپس میں ان کی ایک پیشن گوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ ایک اسرائیلی نوجوان کے ہاتھوں مصر کی سلطنت کی تباہی ہو جائے گی بنی اسرائیل کے لوگ اس بات کا تذکرہ کرتے تھے تو کسی طرح یہ بات فرعون تک بھی پہنچ گئی تو بہرحال اب بات یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل جو پیشن گوئی کا ذکر کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یا پھر فرعون کا جو خواب ہے وجہ جو بھی ہو تو اب اس نے کیا کیا اس نے سوچا کہ اس کے خواب کو پائے تکمیل تک نہ پہنچنے دیا جائے تو اس کے لئے اس نے بڑی ہی ظالمانہ قسم کی وحشیانہ قسم کی ایک پیش بندی کی ،ایک اقدام کیا اور اقدام کیا تھا؟ کہ اس نے سوچا کہ اگر وہ بچہ جو کبھی بڑا ہوگا اور پھر میری حکومت کا تخت الٹے گا تو کیوں نہ میں بنی اسرائیل کے تمام بچوں کو قتل ہی کرواتا رہوں تو اس نے یہ حکم دے رکھا تھا اور جلاد تھے اس کے ہاں جو خبر رکھتے تھے کہ کس گھر میں بیٹا پیدا ہوا ہے اور پھر پولیس کے لوگ آ کر پکڑ کر لے جاتے تھے اور پھر ان بچوں کو ذبح کر دیا جاتا تھا، بچوں کو فرعون نے مروانا شروع کر دیا اور دوسری اس کی ظلم کی بات کیا تھی کہ عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا اور آپ دیکھیں کہ کسی بھی قوم کی عورتوں کو غلام بنا لیا جائے تو یہ اس قوم کی تذلیل کی انتہا ہوتی ہے تو عورتوں کے ساتھ جو بھی چاہے سلوک کیا جائے ان سے کام لیا جائے **ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ** بلاشبہ وہ تھا مفسدوں میں سے تو کون تھا جو مفسدوں میں سے تھا؟ فرعون۔ آپ دیکھیں یہاں پر اللّٰہ رب العزت کیا کہہ رہے

ہیں کہ وہ **الْمُفْسِدِينَ** میں سے تھا مفسد کی جمع ہے **الْمُفْسِدِينَ** اور اس کے معنی کیا ہیں کہ فساد کرنے والوں میں سے تھا دنیا میں جو قتل و غارت کا اس نے بازار گرم کر رکھا تھا اور زمین میں اس نے جو سر اٹھایا تھا، جو باغیانہ اس کی روش تھی اس کا اصل مقام تو بندگی کا مقام تھا۔ بندگی کے مقام سے اٹھ کر اس نے خودمختاری کا مقام اختیار کیا اس نے خداوندی کا روپ دھار لیا ماتحت ہونے کی بجائے **بالا دست** بن گیا اور جبار اور متکبر بن کر ظلم ڈھانے لگا اگر آپ پچھلی ساری باتوں کو دیکھیں آیت نمبر 4 میں پوری تفصیل ہے پہلے **عَلَا** کہا پھر دوسری بات **وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا** کہی کہ تیسری بات **يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ** چوتھی بات **يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ** ۚ تو یہ تین چار باتوں کو اکٹھا کر کے اگر کہا جائے تو کیا ہے کہ **إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ** وہ بلا شبہ تھا فسادی لوگوں میں سے تو فساد کیا ہوتا ہے کہ زمین پر اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے جو حقوق رکھے ہیں اور جو بندوں کے حقوق ہیں اگر کوئی ان کو توڑ دے، اگر کوئی ان کو ادا نہ کرے تو وہ سرکش بن جائے تو وہ ہوتا ہے فسادی۔ وہ فسادی لوگوں میں سے تھا اور آپ سورت البقرہ کو بھی اگر یاد کریں تو وہاں بھی آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ **يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ** اس کا ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح وہ فساد کرتا تھا پھر اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں

آیت نمبر 5. وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

ترجمہ۔ اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہی کو وارث بنائیں

وَنُرِيدُ اور ہم ارادہ کرتے تھے اور ہماری یہ چاہت ہوئی **نُرِيدُ** ہمارا ارادہ کس کا؟ اللّٰہ تعالیٰ کا ارادہ کیا تھا ؟ **أَنْ نَمُنَّ** یہ کہ ہم کرم فرمائیں ،یہ کہ ہم احسان کریں **عَلَى الَّذِينَ** ان لوگوں پر جو **اسْتُضْعِفُوا** یہ مضارع مجہول ہے اور باب استفعال سے ہے باب استفعال سے اگر کوئی آتا ہے تو کیا معنی ہوتا ہے اس کا ؟ مانگنے کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے استغفار ہے ، استخارہ بھی خیر مانگنا، کسی سے مشورہ کیا جائے یا پھر یہ کہ مغفرت طلب کی جائے **اسْتُضْعِفُوا** جن کو بے حد کمزور کر کے رکھا گیا تھا یعنی فرعون چاہتا ہی یہ تھا اس نے یہ بات عام کر رکھی تھی کہ بنی اسرائیل کو کمزور کرنا ہے اور آپ دیکھیں کہ اگر کسی قوم کے لڑکوں کو قتل کروا دیا جائے اگر کسی قوم کو کہا جائے کہ اس کو سرکاری مناصب نہیں مل سکتے، اعلیٰ عہدے نہیں مل سکتے آج بھی ہماری بعض قومیں جو طاقتور قومیں ہیں ان کے ہاں یہ چیز ہے کہ لینے دینے کے قانون اور باٹ بڑے مختلف ہیں اسی طرح عہدے ہیں،، مناصب ہیں رعایتیں ہیں جو عام لوگ ہوتے ہیں وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی وہ خواص کے لئے مختص ہوتی ہیں اور آپ دیکھ لیں اسی طرح جیسے میں نے آپ کو یہ بات بتائی تھی کہ مثلاً آپ دیکھیں کہ جیسے آزادی کے لئے لڑنا یا پھر یہ کہ جو طبقاتی کشمکش ہے اس کو ختم کرنے کے لئے لڑنا تو جدید دور میں بھی کوئی لڑا۔ کون لڑا ؟نیلسن منڈیلا لڑا اور اس کا پھر کیا فائدہ ہوا کہ آکسفرڈ یونیورسٹی کے سکول آف لا نے اس کو فریڈم ایوارڈ دیا کیوں ایوارڈ دیا اس لئے کہ جیل میں رہتے ہوئے وہ لڑا اور اس کا مقصد کیا تھا ؟اس کا مقصد یہ تھا کیونکہ دو طرح کے امریکہ کے اندر اسکول تھے ایک جہاں کالےلوگ تعلیم حاصل کرتے تھے دوسرے جہاں پہ گورے لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کالے گوروں کے اسکول میں تعلیم نہیں حاصل کر سکتے تھے آپ سوچیں کہ نسلی، طبقاتی کشمکش اب آپ دیکھیں کہ جدید قوم ہے ترقی یافتہ ہے دوسروں کے حقوق کی بات کرنے والی ہے لیکن وہاں پر بھی یہ تھا کہ تعلیم کالے لوگوں کے لئے اور جو گورے تھے ان کے لئے ایک جیسی نہیں تھی تو بچوں کی مخلوط تعلیم کو رائج

کرنے کے لئے ایک فریڈم ایوارڈ ہے۔ اسی طرح نیلیسن منڈیلا نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے جیل کے اندر سے تاریخی جدوجہد کی تو نیلیسن منڈیلا نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے کی اس کو ایک ایوارڈ تھا جو فریڈم ایوارڈ تھا ملا۔ سیاہ اور سفید فارم بچوں کی مخلوط تعلیم کے لئے تھا یہ ایک الگ ایوارڈ اور اسی طرح ایک تیسرا ایوارڈ ہے جو افتخار چوہدری کو دیا اور یہ بھی ہارورڈ یونیورسٹی کے سکول آف لاء نے دیا 153 فیصلوں کا جائزہ لے کر یہ بھی دیا گیا یہ پاکستان کا کیونکہ اس نے انصاف کیا تو اب یہاں پر کیا بات ہمارے سامنے آرہی ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بہت کمزور کر دیا گیا تھا تو ایک طرف تھی فرعون کی تدبیر ،فرعون کی چال کیا تھی کہ طبقاتی کش مکش اور ان کو کمزور کر کے رکھنا اور اللہ تعالی کی چال کیا تھی اللہ تعالی نے کیا تدبیر اختیار کی **وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ** اور ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ہم احسان کریں یہ اللہ تعالی کا احسان تھا بنی سرائیل پر **عَلَى الَّذِينَ** ان لوگوں پر **اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ** جنہیں زمین میں بہت کمزور کر کے رکھا گیا تھا **وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً** اور ہم نے کیا ارادہ کیا کہ ہم انہیں پیشوا بنا دیں اب دیکھیں امام نہیں بلکہ کیا ہے کہ **وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ** انہیں ہم سردار بنا دیں، امام بنا دیں قوموں کا امام۔ کہ قوموں میں ان کو امامت دے دیں، بنی سرائیل کو پیشوائی عطا کریں **وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ** اور انہیں وارث بنانے کا ہم نے ارادہ کر لیا اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر وارث بنانے سے مراد کیا ہے؟ کہ بنی سرائیل جو کمزور اور غلام قوم تھی غریب قوم تھی کوئی عزت اور وقار نہیں تھا اللہ تعالی نے اس کو مشرق اور مغرب کا وارث بنانے کا فیصلہ کیا آپ غور کریں اس بات پر اور ان کو مشرق اور مغرب کا حکمران بنانے کا فیصلہ کیا اور پیشوائی اور امامت کس چیز کی ہے؟ دین کا پیشوا ان کو بنا دیا جائے اور سورت الاعراف آیت نمبر 137 میں آپ یہ بات پڑھ چکی ہیں کہ اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو کیسے یہ نعمت عطا کی۔ **وَأَوْرَثْنَا ٱلْقَوْمَ ٱلَّذِينَ كَانُوا۟ يُسْتَضْعَفُونَ مَشَٰرِقَ ٱلْأَرْضِ وَمَغَٰرِبَهَا ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ٱلْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ بِمَا صَبَرُوا۟ ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُۥ وَمَا كَانُوا۟ يَعْرِشُونَ** (137- سورت الاسراء) اور ہم نے ان لوگوں کو جو بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے اسے زمین کے مشرق اور مغرب کا مالک بنا دیا اور زمین سے مراد شام کا علاقہ، فلسطین کا علاقہ ہے وہاں یہ بنی اسرائیل کو غلبہ عطا کیا حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ وہاں پر گئے جب یوشع بن نون نے اعمالقہ کو شکست دے کر بنی اسرائیل کے لئے راستہ ہموار کر دیا تھا اور زمین میں اللہ تعالی نے ان کو کیا برکتیں دیں کہ بکثرت انبیاء شام کے علاقے میں پیدا ہوئے اور ویسے بھی ظاہری لحاظ سے بھی شادابی اور خوشحالی وہاں یہ تھی تو ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی برکتوں سے اس زمین کو اللہ تعالی نے مالا مال کر دیا تو گویا کہ یہاں پر بھی اسی بات کا ذکر ہے **وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ** اور ہم نے انہیں پیشوا بنانے اور انہیں وارث بنانے کا ارادہ کر لیا تھا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کوئی چکھ نہیں سکتا اور جس کو اللہ ہی رکھنا نہ چاہے پھر اس کو کوئی بچا نہیں سکتا اور یہی بات آپ سورت یوسف میں بھی پڑھ چکی ہیں اب سورت یوسف میں ہوا کیا تھا کہ ان کے بھائیوں نے مل کر یہ طے کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے وہ ہمیشہ کے لئے ان کو ختم کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ رب العزت نے کیا کیا کہ کنوئیں سے نکال کر ان کو مصر کے تخت پر پہنچا دیا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے **فَلَمَّا ذَهَبُوا۟ بِهِۦ وَأَجْمَعُوٓا۟ أَن يَجْعَلُوهُ فِى غَيَٰبَتِ ٱلْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (**15- سورت یوسف**)** انہیں خبر بھی نہیں تھی۔ اہل مکہ نے بھی رسول اللہ ﷺ پر مکی زندگی دوبھر کر دی مشکل کر دی اور ان کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو ان کے لئے کیا ہوا فتح مکہ کے حالات پیدا ہو گئے ان کو مدینہ میں اسلامی ریاست مل گئی اور پھر اسلام غالب آیا تو یہ ساری باتیں کیا ہیں؟ یہ اللہ کی تدبیریں ہوتی ہیں تو مشکلات، تکلیفیں، پریشانیوں کے ذریعے اللہ تعالی قوموں

کو، افراد کو آزماتے ہیں ان کو امامت دیتے ہیں، پیشوائی دیتے ہیں اور پیشوائی سے مراد دینی پیشوائی اور امامت ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں وارث بنانا ان کو دنیا کی بھی برکتیں عطا کرنا

آیت نمبر 6. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

ترجمہ۔ اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جس کا انہیں ڈر تھا

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ آپ یہ پڑھ بھی چکی ہیں **(م ک ن)** اس کے معنی ہوتے ہیں جماؤ دینا، کسی کو کسی جگہ میں قوت دینا، اختیار دینا کہ اللہ رب العزت نے کیا کہا تاکہ ہم انہیں قدرت دیں، تاکہ ہم انہیں جماؤ عطا کریں **وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ** اور ہم انہیں جماؤ عطا کریں بني اسرائیل کو **فِي الْأَرْضِ** زمین میں اب آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پہ زمین سے مراد شام کی زمین ہے جہاں مصر کا بادشاہ فرعون تھا اور اس کے ساتھی تھے ان کے ہاتھوں بنی اسرائیل پٹ رہے تھے، رُل رہے تھے، ذلیل ہو رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تاکہ ہم انہیں قوت دیں، قدرت دیں، اختیار دیں **وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ** اور ہم دکھائیں فرعون کو اور ہامان کو **وَجُنُودَهُمَا** اور اس کے لشکروں کو، اس کی فوجوں کو، **مِنْهُمْ** ان میں سے **مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ** جس سے وہ ڈر رہے تھے اب آپ دیکھیں کہ فرعون اور پھر اس کے بعد ذکر ہے ہامان کا تو اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں کہ فرعون اور ہامان اور اس کی فوج اس کو ہم دکھانا چاہتے تھے اور ہامان کون تھا؟ یہ فرعون کا وزیر تھا اور اللہ رب العزت یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ فرعون اور ہامان اور جو بھی ان کے تابعدار تھے، جو بھی ان کی فوج تھی **وَجُنُودَهُمَا** ان دونوں کی فوج گویا کہ ہامان کو بھی فرعون کی حکومت میں ایک بڑا ہی اہم عہدہ حاصل تھا تو اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو، فرعون کو بھی اور ہامان کو بتانا چاہتے تھے۔ اچھا کس چیز سے وہ ڈر رہے تھے؟ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل کو قوت اور اختیار ملے گا تم نے انہیں ذلیل کر کے رکھا ہے دوسری بات کیا ہے **مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ** جس سے وہ ڈر رہے تھے وہ کس چیز سے ڈر رہے تھے انہیں یہ اندیشہ تھا کہ ایک اسرائیلی کے ہاتھوں فرعون کی اور اس کے ملک اور لشکر اور فوجوں اور اقتدار کی تباہی ہوگی یہ اندیشہ تھا اسی لئے تو اس نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ہامان بھی اس کا ساتھی بناہوا تھا اور فوج بھی اس کی ساتھی بنی ہوئی تھی تو فرعون کا جو یہ اندیشہ تھا جو اس کا خواب تھا تو فرعون کی اور اس کے ساتھیوں کی کیا کوشش تھی کہ بنی اسرائیل کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ آئندہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہیں ان کی نسل ہی ختم کر دی جائے اور اس خطرے کی روک تھام کے لئے بہت کوششیں کر رہا تھا اب اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ کوئی کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو کسی کی کرسی کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن تقدیر کبھی ٹل نہیں سکتی تدبیر تقدیر کے ہاتھوں ہار جاتی ہے تدبیر پر تقدیر غالب آ جاتی ہے اب آپ دیکھیں کہ اس کی تدبیر میں کوئی کمی تھی کہ بنی اسرائیل کے جتنے لڑکے تھے سب قتل کروائے جا رہے تھے اور سب اس کا اس میں ساتھ دے رہے تھے لیکن ہم نے کیا کیا **وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ** اور یہ کہ ہم انہیں زمین میں قوت اور اختیار دیا، قدرت عطا کی بنی اسرائیل کو جماؤ دیا **وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ** اور ہم دکھائیں فرعون کو اور ہامان کو **وَجُنُودَهُمَا** اور ان دونوں کے لشکروں کو، ان کی فوجوں کو، **مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ** ان میں سے جس سے وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں بنی اسرائیل قوت نہ پکڑ جائیں ہماری کرسی ختم نہ ہو جائے تخت چھن نہ جائے اب دوسری طرف ہم نے کیا کیا

آیت نمبر 7. وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کی ماں کو اشارہ کیا کہ "اِس کو دودھ پلا، پھر جب تجھے اُس کی جان کا خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف اور غم نہ کر، ہم اسے تیرے ہی پاس واپس لے آئیں گے اور اس کو پیغمبروں میں شامل کریں گے"

وَأَوْحَيْنَا ہم نے وحی کی، ہم نے اشارہ کیا تو **(و ح ی)** یہ خفیہ دل میں بات کو ڈالنا یعنی جیسے اشارہ کرنا اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ وحی ایک پیغمبروں کو کی جاتی ہے اور ایک وحی کی قسم یہ ہے کہ جیسے کسی کے دل میں کوئی اشارہ ڈال دیا جائے جو عام لوگوں کو کی جاتی ہے اور آپ پیچھے پڑھ چکیں ہیں سورت النحل میں بھی آپ نے پڑھا کہ اللّٰہ رب العزت نے شہد کی مکھی کو بھی وحی کی اس سے مراد کیا ہے؟ کہ شہد کی مکھی کو اللّٰہ رب العزت نے اشارہ کیا اس کو بتایا کہ کہاں سے شہد حاصل کرنا ہے؟ کس طرح سے کرنا ہے؟ اور کس کو اللّٰہ تعالی نے اشارہ کیا ؟حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللّٰہ تعالیٰ نے اشارہ کیا۔ اس کا یہ نہیں مطلب کہ جس کو وحی ہوئی تو وہ کوئی پیغمبر ہی تھا یا نبی تھی اور ویسے بھی پیغمبر جتنے بھی آئے ہیں وہ مردوں میں سے آئے ہیں جتنے بھی رسول آئے وہ مردوں میں سے تھے انسانوں میں سے تھے اور کوئی عورت پیغمبر نہیں ہوئی، نبی نہیں ہوئی۔ **وَأَوْحَيْنَا** اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی کی یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈالی یہ وہ وحی نہیں ہے جو انبیاء پر فرشتے کے ذریعے نازل کی جاتی ہے أَرْضِعِيهِ اسے دودھ پلاتی رہ آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر جو لفظ ہے وہ کیا ہے أَرْضِعِيهِ تو ایک تو یہ حکمیہ صیغہ ہے واحد مؤنث ہے اور **ہِ**" کی ضمیر کس کو دودھ پلانا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو اب یہاں پر اگر آپ غور کریں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللّٰہ تعالی نے کہا کہ اس کو دودھ پلاتی رہ **فَإِذَا خِفْتِ** پس جب تجھے جب خوف محسوس ہو **عَلَيْهِ** اس کے بارے میں یعنی اس کی نسبت کس کی نسبت ؟حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت جب تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف محسوس ہو **فَأَلْقِيهِ** پھر اس کو ڈال دے دریا میں ،پھر اس کو دریا میں بہا دینا تو یہاں پر کیا بات پتہ چل رہی ہے کہ اللّٰہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دو حکم دئے پہلا حکم کیا ہے؟ اس کو دودھ پلاتی رہنا جب تیرے پاس بچہ پیدا ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہی کہ جب تجھے یہ خوف ہو کہ کہیں اس کو(بنی اسرائیل کے بچوں کو کیونکہ قتل کیا جا رہا تھا تو) فرعون کے لوگ آ کر پکڑ نہ لیں ،اس کو قتل نہ کر دیں بس پھر کیا کرنا **فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ** تو اس کو الْيَمِّ میں بہا دینا (ی م م)پانی کے بڑے ذخیرے کو کہتے ہیں جب پانی بہت زیادہ ہو۔ تو پھر اس کو کیا کرنا دریا میں بہا دینا، پھر تم اس کو پانی میں بہا دینا، دریا میں اس کو ڈال دینا **وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ** تو دو حکم دیئے ہیں اور دو چیزوں سے منع کیا ہے دو چیزوں سے منع کیا کیا ہے **وَلَا تَخَافِي** اور کوئی خوف نہ کرنا **وَلَا تَحْزَنِي** اور کوئی رنج اور غم بھی نہ کرنا اب آپ دیکھیں کہ اللّٰہ رب العزت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے یہ کہہ رہے ہیں، ان کو الہام کیا کہ اس وقت تک دودھ پلانا جب تک کہ تمہارا یہ راز کسی کو پتہ نہ چلے کہ تیرے ہاں بچہ پیدا ہو چکا ہے کیونکہ جو نہی راز کھلے گا تو لوگ پکڑ کر لے جائیں گے جب تجھے راز کھلنے کا خوف ہو پھر اس کو پانی میں ڈال دینا، پانی میں بہا دینا اچھا اب جب تم پانی میں اس کو ڈال دو **وَلَا تَخَافِي** اب اندیشہ نہ کرنا

کہ بچہ کہیں دریا میں ڈوب نہ جائے، ضائع نہ ہو جائے اس بات کا اندیشہ نہ کرنا اس بات کا خوف نہ کرنا **وَلَا تَحْزَنِي** اور پھر غم بھی نہ کرنا غم کس چیز کا۔ اب بچہ ماں سے جدا ہو جائے تو اس وقت پھر ماں کا کیا حال ہوتا ہے تو بچے کی جدائی کا غم نہ کرنا ،بچے کی جدائی پر کوئی تجھے رنج نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالی نے دو چیزوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو منع کر دیا اور یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بعض مفسرین کہتے ہیں تین دن دودھ پلایا بعض کہتے ہیں تین مہینے دودھ پلایا تو اس وقت تک باہر لوگوں کو پتہ نہیں تھا پھر اس کے بعد اللہ تعالی نے دو وعدے کیے **إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ** ہم یقیناً اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں **وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ** اور اسے اپنے پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں اب یہاں پہ بھی آپ دیکھیں کہ **رَادُّون** تھا نون اضافت کی وجہ سے گر چکا ہے **رَادُّوهُ** ہم اسے یقیناً تیری طرف رد کرنے والے ہیں، لوٹا دینے والے ہیں، تجھے غم کس چیز کا ہے ایک وقت ایسا ہوگا جب بچہ تیرے پاس پھر آ جائے گا **وَجَاعِلُوهُ** اور ہم اسے بنانے والے ہیں **جَعَلَ** سے **جَعِل** یہ فاعل کا صیغہ ہے اسم فاعل ہے اور **"هُ"** کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے آئی ہے کہ ہم اسے بنانے والے ہیں **مِنَ الْمُرْسَلِينَ** مرسلین میں سے تو **مُرسَل** بھیجے گئے ہوؤں میں سے، رسولوں میں سے تو گویا کہ یہ تو پیغمبر بنایا جانے والا ہے آپ سوچیں کتنی بڑی خوشخبری ہے ایک طرف ہے کہ اس کو دریا میں بہا دے آپ سوچیں ماں ہے بیٹے کو دریا میں بہا دوں ایک طرف قتل ہے دوسری طرف دریا ہے اللہ نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے اور اللہ کا حکم ہے اور اس کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ ہم تجھے لوٹا دیں گے اور بے شک اس کو رسولوں میں سے بنا دیں گے۔ آپ ابھی آگے پڑھیں گی کہ جلد ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس آگئے لیکن جو رسول بنایا جانا تھا کہتے ہیں کہ تقریباً 40 سال بعد یہ وعدہ پورا ہوا تو ضروری نہیں کہ کوئی وعدہ فوراً پورا ہو جائے جیسے رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں آپ مدینہ میں تھے پھر صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اور آپ اس وقت طواف کر بھی نہ سکے ،عمرہ بھی نہ کر سکے آپ نے خواب دیکھا تھا کہ عمرہ کر رہے ہیں تو ضروری نہیں کہ فوراً وہ خواب پورا ہو جائے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے دو وعدے بھی کیے تو ایک آیت ہے اس میں دو حکم ہیں دو سے منع کیا ہے اور دو ہی وعدے کیے ہیں دو ہی خوشخبریاں ہیں

آیت نمبر 8. فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ

ترجمہ۔ آ خرکار فرعون کے گھر والوں نے اسے (دریا سے) نکال لیا تاکہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لئے سببِ رنج بنے، واقعی فرعون اور ہامان اور اس کے لشکر (اپنی تدبیر میں) بڑے غلط کار تھے

فَالْتَقَطَهُ پھر اس کو اُٹھا لیا اور یہاں پر یہ بات آپ یاد رکھیں کہ یہاں پر کیا کہہ رہے ہیں اللہ رب العزت کہ اس کو اُٹھا لیا تو **(ل ق ط)** اس کے معنی ہوتے ہیں بلا قصد اور بلا طلب کسی چیز کو پا لینا، گری پڑی چیز کو اُٹھا لینا اس کو **لُقطہ** بھی کہتے ہیں **لُقطہ** کیا ہوتا ہے؟ کہ ایسے آپ جا رہے ہیں راستے میں کوئی چیز آپ کو گری پڑی مل جائے آپ کو نہیں پتہ کس کی ہے نہ آپ کے ذہن میں کوئی بات تھی آپ کو مل گئی **لُقطہ** گری پڑی چیز کو اُٹھا لینا تو اب یہاں پر بھی کیا بات کہی جا رہی ہے کہ **فَالْتَقَطَهُ** پھر اس کو اُٹھا لیا **آلُ فِرْعَوْنَ** فرعون کے گھر والوں نے اب یہاں پر آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو والدہ ہیں انہوں نے بچے کو کیسے پانی میں بہایا اس کے بارے میں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے یہاں

پر ۔ تو اتنا ہی ہے کہ اس کو پانی میں بہا دینا سورت طٰہٰ میں آپ پڑھ چکی ہیں **أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ** ——(39۔ سورت طٰہٰ) بچے کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دینا اور بائبل اور تلمود میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اسے چکنی مٹی اور رال سے لیپ کر پانی سے محفوظ کر دیا پھر اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لٹا کر دریا نیل کے سپرد کر دیا اور میں اس بات پر سوچ رہی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ایمان کتنا مضبوط تھا اللہ کے وعدے پر اسے کتنا یقین تھا جیسے بی بی حاجرہ کو تھا مکہ کے دامن میں، مکہ کے پہاڑوں میں، ریگستان میں، نہ انسان نہ پرندہ نہ پانی نہ کوئی نباتات کوئی چرند پرند کچھ نہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوڑ کر جا رہے ہیں اکیلے اور پھر کہہ رہی ہیں کہ اگر یہ اللہ کا حکم ہے پھر میرا اللہ مجھے ضائع نہیں کرے گا کیااللہ نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا ہے اے ابراہیم علیہ السلام اور پھر میرا اللہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور یہاں پہ ام موسیٰ کا آپ کردار دیکھیں کہ میں اپنے ہاتھوں اپنے لعل کو پانی کے سپرد کر دوں، دریائے نیل کی موجوں کی طغیانیوں کے سپرد کر دوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور آپ سے بھی تو ڈھیروں وعدے کیے ہیں کون کون سے وعدے۔ **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں ملے گا کیا **أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** جنّت کا وعدہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ نعمتوں سے بھری ہوئی ہوں گی کہاں ہے وہ یقین؟ جو ام موسیٰ کے پاس تھا کہاں ہے وہ یقین جو بی بی حاجرہ کے پاس تھا اب آپ بتائیں جائزہ لیں آپ بھی اپنا اور میں بھی اگر مجھے اور آپ کو جنّت کے وعدے کا یقین ہو تو میری اور آپ کی زندگی ایسی نہ ہو جیسی کہ ہے نہ ایمان نہ عمل صالح اگر ایمان ہے اور عمل صالح ہیں اُس درجے کے نہیں ہیں جو جنّت میں داخلہ دلوا دے میں اس بات پہ بھی سوچتی ہوں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جیسے حرام نہ کھاؤ کہتے ہیں حرام نہیں کھائیں گے تجارت کیسے چلے گی پٹرول پمپ اُس پہ جب تک جوا کے ٹکٹ نہیں رکھیں گے اور سؤر کی مصنوعات نہیں ہوں گے ہمارا تو سٹور ہی نہیں چل سکتا ہمارا تو پٹرول پمپ ہی نہیں چل سکتا ہمیں وہ یقین نہیں ہے اسی لئے ہماری بھی ویسی تذلیل ہے جو بنی اسرائیل کے اندر تھی آج امتِ مسلمہ ذلیل ہے آج دعائیں قبول نہیں ہوتیں آج مسلمانوں میں لیڈر نہیں ہیں نسلوں کی نسلیں مسلمانوں کی برباد ہو رہی ہیں اور ختم ہو رہی ہیں، عورتوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں، مسلمانوں کا خون پانی سے زیادہ سستا ہے آئیے اپنی گودوں میں پھر سے فاتح پیدا کریں۔ نپیولین نے کہا تھا "تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا " تو ماؤں کے اندر ایمان ہو، ایمان میں یقین ہو ایقان ہو اور ایقان اس بات پر کہ میرے رب نے جو کہا ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے اس کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا اس کا نبی جھوٹا نہیں ہو سکتا اس کی باتیں جھوٹی نہیں ہو سکتیں آئیے وعدوں کو دل کے اندر ڈالیں اور پھر ان وعدوں کو سچ سمجھتے ہوئے رات کو دن بنا دیں دن کو رات بنا دیں محنت کریں مشقت کریں جیسی کہ کرنے کا حق ہے اور صحابہ کرام کو اللہ اور اللہ کے رسول کے وعدوں پر سچا یقین تھا انہوں نے شراب کے پیالے توڑ دیئے تھے سوچا نہیں تھا کہ کیسے چھوڑیں گے نشہ ہے بعض لوگ چائے کی خاطر روزہ نہیں رکھتے سگرٹ کی خاطر کہتے ہیں روزہ پھر کیسے رکھیں گے۔ جب یہ حکم آ گیا کہ وہ اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کو ڈال لیں تو پھر کیا تھا اگلے دن مسجد نبوی میں کوئی عورت ایسی نہیں تھی کہ جس کے اوپر اوڑھنی نہ ہو میں اور آپ کہاں ہیں لوگوں اسلام کہاں ہے ایمان کہاں ہے کردار کہاں ہے

؎ یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم

جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

کہانی سمجھ کر آگے نہ گزر جائیے امِ موسیٰ کا ایمان پیدا کریں سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا بیٹے کو ہم تو مسجد بھیجتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ پھر کہیں مولوی کا ہم پر الزام نہ لگ جائے ہم تو سکارف اوڑھتے ہوئے، داڑھی رکھتے ہوئے، پائنچوں سے اوپر رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں پتہ نہیں پھر نوکری ملے گی یا نہیں پھر دنیا برباد ہو جائے گی پتہ نہیں پھر رشتہ ملے گا یا نہیں پتہ نہیں پھر ہوگا کیا تو آپ دیکھ لیجئے کہ بی بی جو ام موسیٰ ہے وہ سمندر کی لہروں کے سپرد کر چکی ہے اپنے بیٹے کو **فَالْتَقَطَهُ** پھر اس کو اٹھا لیا گرا پڑا سمجھ کر کس نے اٹھایا؟ **آلُ فِرْعَوْنَ** فرعون کے گھر والوں نے **لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا۔** **لِيَكُونَ** تاکہ ہو **لَهُمْ** ان کے لئے **عَدُوًّا** دشمن **وَحَزَنًا** اور رنج کا باعث اب جب یہ تابوت، یہ صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے پاس گیا تو کہتے ہیں کہ لبِ دریا فرعون کا محل تھا(جو نیل کا دریا تھا)وہاں صندوق بہتا ہوا جب آتا ،دیکھا کہ بہہ کر آرہا ہے تو کہتے ہیں بی بی آسیہ سیر کر رہی تھیں کوئی کہتا ہے نوکر نے دیکھا انہوں نے سوچا پتہ نہیں صندوق کے اندر کیا ہے بہرحال آرہا تھا اور انہوں نے پکڑ کر اس کو نکال لیا اور کہتے ہیں کہ دریائے نیل کے آس پاس ہی آبادی تھی کہ امِ موسیٰ بھی پانی کے نزدیک رہتیں تھیں انہوں نے پانی میں ڈال دیا پتہ بھی نہیں چلا کسی کو اور جہاں پانی ہوتا ہے وہیں آبادی ہوتی ہے جہاں پانی ہوتا ہے وہیں زرخیزی ہوتی ہے اور محل بھی اس کے کنارے پر ہی تھا اب آپ یہاں پر اس بات پر غور کریں کہ وہ بہہ کر چلا آرہا ہے اور یہاں پر آیا ہے کہ **لِيَكُونَ** تو **لام** بعض کہتے ہیں کہ یہ **لام علت** کا ہے اب سارے بچے قتل ہو رہے ہیں اور یہ بچہ جو صندوق میں بہتا ہوا آیا ہے اس کو گھر والوں نے اٹھا لیا ہے تو لام علت کا مطلب کیا ہے کہ نتیجتاً انہوں نے کچھ سمجھ کر اٹھایا ہے لیکن ہوگا یہ کہ یہ ان کا دشمن بھی بنے گا اور ان کے لئے رنج کا ذریعہ بھی بنے گا تو بعض کہتے ہیں کہ یہ **لام عاقبت** ہے یعنی انجام یہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ **لام علت** ہے نتیجتاً یہ ہوگا بات ایک ہی ہے تو لام کے معنی آپ کیا کریں گے آخرکار ، نتیجتاً **لِيَكُونَ لَهُمْ** تَا کہ وہ ہو **لَهُمْ** ان کے لئے کن کے لئے؟ فرعون کے لئے ہامان کے لئے اور اس کے لشکریوں کے لئے ظلم و ستم کا جنہوں نے بازار گرم کر رکھا تھا **عَدُوًّا وَحَزَنًا** دشمن اور رنج کا باعث **إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ** کچھ شک نہیں بے شک فرعون اور ہامان **وَجُنُودَهُمَا** اور ان کے لشکر کیا تھے؟ **كَانُوا خَاطِئِينَ** وہ تھے ہی خطاکار وہ کیسے خطاکار تھے؟ کہ انہوں نے بڑی نافرمانیاں کی تھیں، بڑا ظلم و ستم کیا تھا انہوں نے ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا تو گویا کہ انہوں نے جب ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا تو اب اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے ان سے انتقام لیا اور جب اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے یہ انتقام لیا تو کیا تھا **وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ** تو مفسرین اس کے کیا معنی بتاتے ہیں ایک تو اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ تھے ہی خطا کرنے والے ،وہ تھے ہی گناہ کرنے والے اور دوسرے اس کے کیا معنی ہیں کہ جب انسان خطا کرتا ہے تو کیا کرتا ہے چوک جاتا ہے غلطی لگ جاتی ہے تو انہوں نے تو سمجھا تھا اس بچے کو جب اٹھایا تو ایسے ہی اٹھایا تھا کہ ایک بچہ بہتا ہوا آیا ہے تو اس کو اٹھا لیا ان کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہی ان کے تخت کا خاتمہ کرے گا اور اگر آپ پچھلی سورتوں کا جائزہ لیں تو اس میں آپ کو یہ بات پتہ چلے گی کہ کہتے ہیں کہ اللّٰہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ان کے اندر ڈال دی تھی جب صندوق کو کھولا اور اس نے بچے کو دیکھا سورت طٰہٰ میں آپ پڑھ چکی ہیں اللّٰہ تعالی خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا بتاتے ہیں **وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي** ---(39- سورت طٰہٰ) میں نے اپنی طرف سے تیرے اوپر محبت ڈال دی تھی آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں کہ میں نے اپنی طرف سے تیرے اوپر محبت ڈال دی تھی بعض چہرے ،بچے ایسے ہوتے ہیں کہ آپ دیکھیں تو بہت ہی پرکشش ہوتے ہیں بس دیکھتے ہی دل چاہتا ہے ان کو اٹھانے کو محبت کرنے کو پیار کرنے کو بعض لوگ بچوں کو اٹھاتے بھی نہیں ہیں لیکن بعض بچوں کو دیکھ کر وہ رہ نہیں پاتے ان سے محبت کرتے ہیں تو اللّٰہ تعالی کہتے ہیں کہ اے موسیٰ میں نے

تجھے اتنی خوبصورت صورت دی تھی کہ دیکھنے والوں کو بے اختیار تجھ پر پیار آتا تھا اب اس عورت سے بھی رہا نہیں گیا کس عورت سے ؟ بی بی آسیہ سے

آیت نمبر 9. وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ترجمہ. فرعون کی بیوی نے (اس سے) کہا "یہ میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، کیا عجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو، یا ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں" اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے

اور اس نے کہا کہ اس بچے کو قتل نہ کرو بلکہ لے کر پال لو جب یہ ہمارے ہاں پرورش پائے گا تو ہم اسے بیٹا بنا لیں گے اب ان کو تو یہ خبر ہی نہیں تھی کہ جن کو یہ بیٹا بنا کر پال رہے ہیں کل کو یہی ان کی حکومت کا تحت پلٹ دے گا کہتے ہیں کہ بی بی آسیہ نے کہا کہ یہ بچہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گا اور کہتے ہیں کہ فرعون نے اس وقت کہا **لَکِ لَا لِی** تیری ہوگا میری نہیں یعنی تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا میری نہیں لیکن بی بی آسیہ نے اس طرح سے بات کی اور قائل کر لیا کہ یہ ایک بچہ ہے پھر ہمارے پاس ہی جب رہے گا بڑا ہوگا تو پھر خود اس کی آنکھوں میں ہماری حیاء ہوگی ہمارا خیال رکھے گا جیسے کوئی کسی کے ہاں پرورش جب پاتا ہے گود لیا جاتا ہے تو وہ ان کا خیال تو کرتا ہے۔ لیکن فرعون نے اس وقت بھی کہا **لَکِ لَا لِی** اب یہاں بھی آپ پڑھیں **وَقَالَتِ امْرَأَتُ** اورکہا **امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ** فرعون کی بی بی نے کہا **قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ، قُرَّتُ، قُرًّا** سے ہے کہ قرار بھی ہونا اور اس کے علاوہ یہ ٹھنڈک کے لئے بھی بولا جاتا ہے کہ جیسے کوئی چیز کہیں پڑی رہے تو ٹھنڈی ہو جاتی ہے تاکہ یہ ٹھنڈک ہو **لِي** میرے لئے **وَلَكَ** اور تیرے لئے اب آپ دیکھ لیں کہ **عَيْنٍ** سے مراد یہاں پہ(یہ اسم جنس ہے) ایک آنکھ نہیں سب آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے کہ ہماری آنکھوں ، تیری آنکھوں کی یہ ٹھنڈک بن جائے تو فرعون نے کہا **لَکِ لَا لِی۔ اور لَا تَقْتُلُوهُ** فرعون کی بیوی نے کہا اس کو قتل نہ کرو **عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا** بہت ممکن ہے، شاید ہمیں اس سے کوئی فائدہ پہنچے، نفع ملے یا **أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا** ہم اسے بنا لیں اپنا ہی بیٹا **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور انہیں تو شعور بھی نہیں تھا کہ جس کو یہ اپنا بچہ بنا رہے تھے اور جس وجہ سے ہزاروں بچوں کو موت کی نیند سلایا ہے وہ وجہ صحیح نہیں ہے بلکہ وہی خطرہ گھر کے اندر لے آیا ہے اور کہاں لائے ہیں اپنے محل کے اندر، اپنے بستر پر، اپنی گود میں، اپنی نگرانی میں یعنی شاہانہ طور طریقے اور انداز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیئے دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی کو آپ پڑھیں تو وہاں پہ بھی کیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچا جاتا ہے اور پھر **وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ** ———————-(21- سورت یوسف) اس سے بھی کیا بات پتہ چلتی ہے کہ آپ دیکھیں کہ اس نے بھی تو یہی کہا تھا ممکن ہے کہ ہمیں یہ فائدہ پہنچائے کہ ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یوں ہم نے مصر کی سرزمین میں یوسف علیہ السلام کے قدم جما دیئے (سورت یوسف آیت نمبر 21) اور یہاں پہ بھی کیا ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل میں، فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم جما دیئے **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور انہیں پتہ بھی نہیں تھا انہیں کوئی شعور نہیں تھا

آیت نمبر 10. وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اُدھر حضرت موسیٰ کی ماں کا دل اڑا جا رہا تھا وہ اس راز کو فاش کر بیٹھتی اگر ہم اس کی ڈھارس نہ بندھا دیتے تاکہ وہ (ہمارے وعدے پر) ایمان لانے والوں میں سے ہو

وَأَصْبَحَ اور ہو گیا۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ صبح کا وقت ہو گیا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ حالت میں تبدیلی آ جائے کہ اب ہو گیا **فُؤَادُ** دل کس کا دل؟ **ام موسیٰ** علیہ السلام کا دل اور آپ کو پتہ ہے کہ **صدر** سینہ ہے **قلب** دل ہے اور **فواد** کیا ہے؟ جذبات کا مرکز تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے جو جذبات تھے، جو احساسات تھےوہ کیسے ہو گئے؟ **أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا** اور **(ف ر غ)** کہتے ہیں ڈول کو انڈیل کر خالی کرنا، فارغ ہو جانا تو ان کا دل بے قرار ہو گیا ان کا دل ہر چیز اور فکر سے فارغ ہو گیا ،خالی ہو گیا، ساری فکروں سے فارغ ہو گیا اب ایک ہی فکر ان کے دل میں سما گئی اور وہ فکر تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اور اردو میں آپ اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے اندر بے قراری پیدا ہو گئی اور بے قراری کیا تھی؟ بس ایک ہی غم لگ گیا کبھی آپ تصور میں لائیں اگر **خُدا نَخواسْتَہ** کسی کا بچہ اس سے گم ہو جائے تھوڑی دیر کے لئے کبھی آپ بازار گئی ہوں، کبھی آپ سکول لینے گئی ہوں بچہ ملے نہ، ویسے بھیڑ کے اندر گم ہو گیا آپ حج پہ گئی ہوئی ہیں، عمرے پہ گئی ہوئی ہیں تو بچہ کھو جائے، گم ہو جائے ایک تو ہے نہ دنیا سے ہی چلا جائے تو اس وقت ماں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کسی کے بچے کو گولی لگی جب 9/11 کا واقعہ ہوا تھا امریکہ میں تو اس وقت ہمارا گھر بھی وہاں پر قریب ہی تھا اور 9/11 کا جو واقعہ ہوا جو قریبی سکول تھے وہ بھی سارے خطرے کی زد میں تھے اور بہت سے لوگ لا پتہ تھے یعنی جو دفتروں میں گئے تھے جو قریب تھے تو آپ سوچیں کہ اس وقت ہر ایک کے دل کا کیا حال تھا تو اصل بات کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا **إِنْ كَادَتْ** ، **إِنْ** نہیں کے معنی دیتا ہے اب آگے **لَوْلَا** آگیا تو اب کیا ہے کہ **كَادَتْ كادَ، يَكادُو** قریب کے معنی دیتا ہے تو کیا تھا؟ قریب تھا **لَتُبْدِي بِهِ** کہ وہ ضرور ظاہر کر دے **لَوْلَا لَا لام** تاکید ہے کہ وہ ظاہر کر دیتی اس واقعہ کو، کون سا واقعہ؟ کہ میں نے اپنے بچے کو دریائے نیل میں ڈال دیا اور میرا بچہ تھا وہ اس واقعے کو بالکل ظاہر کر دیتی **لَوْلَا** اگر نہ ہوتا **أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا** اگر ہم اس کے دل پر گرہ نہ لگا دیتے، اگر ہم اس کے دل پر ڈھارس نہ بندھا دیتے کہ **لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں شامل ہو جائے تاکہ وہ ایمان لانے والوں میں شامل ہو جائے یہاں پر آپ ایک بات یاد رکھیں کہ **رَبَطْ** یہ لفظ آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں **رَبَطْ** کے معنی ہوتے ہیں گرہ لگانا، باندھنا آپ نے پیچھے پڑھا تھا **رِّبَاطِ الْخَيْلِ** گھوڑوں کو باندھنا اور **وَرَابِطُوا** سورت آل عمران کے آخر میں آپ نے پڑھا تھا اور یہ لفظ محاورہ ہے **رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِہَا** تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں مضبوط باندھ کر گانٹھ لگانا **رَبَطَ عَلَىٰ قَلْب** کسی کے دل پر گانٹھ لگانا اس کا مطلب کیا ہے؟ دل کی جو بے قراری اور اضطراب ہے اس پر گانٹھ لگانا، تو صبر کی کسی کو توفیق دے دینا یہ محاورہ ہے اور بعض اوقات بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی راز ہے، کوئی مسئلہ ہے کوئی پریشانی ہے ،دل اتنا بے قرار ہوتا ہے ،اتنا پریشان ہوتا ہے کہ انسان کیا کرتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ اس کو ظاہر کر دے لیکن ہوتا کیا ہے کہ اللہ تعالی دل جما دیتے ہیں، دل پر صبر کی توفیق دے دیتے ہیں تو یہاں پر بھی اس کے معنی کیا ہیں اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ **أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا** کہ اگر ہم اس کے دل پر ڈھارس نہ باندھ دیتے، اس کے دل پر گرہ نہ لگا دیتے تو ان کا دل اتنا بے چین تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دیتیں **لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** تو ہم نے یہ گانٹھ،

یہ گرہ کیوں لگائی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوں یقین کس بات کا تھا؟ سمندر میں جا کر تیرا بچہ ضائع نہیں ہوگا اس کو کوئی نگل نہیں لے گا، وہ ڈوب نہیں جائے گا، اس کو مچھلیاں نہیں کھائیں گی، کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی، اگر فرعون کے گھر میں بھی چلا جائے کہیں بھی چلا جائے دشمن کے پاس کوئی اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا ہم اسے واپس تیرے پاس لائیں گے ہم تو اس کو رسول بنانے والے ہیں ایک دفعہ پبلک سکول سے فون آیا میں کلاس سے گئی اور مجھے جاتے ہی ایک فون دو فون میرے میاں بھی گھر نہیں تھے تو فون یہ تھا کہ معاذ نہیں مل رہا تو یہاں(اسکول) نہیں ہے تو گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں گھر بھی نہیں ہے تو میں نے زاہد کے سیل پر فون کیا وہ بھی نہیں اٹھا رہے تھے اس کو پڑھنے پڑھانے کا بہت شوق ہے (کتابیں پڑھنے کا) تو میوزک کی کلاس تھی اور میوزک کی کلاس میں اس نے کلاس کو چھوڑا ہوا تھا اور وہ لائبریری جا کے کتاب پڑھ رہا تھا اور ہے بھی پتلا کمزور سا نظر ہی نہیں آیا لائبریرین ے بھی کہا ہمیں نظر نہیں آیا اور جو ٹیچر تھی اس نے بھی کہا نظر نہیں آیا اور بس اس سے غلطی ہوئی اس نے ٹیچر کو بتایا نہیں کہ میں یہاں کلاس نہیں لے رہا جا رہا ہوں جیسے بچے کو اطلاع دینی ہوتی ہے۔ اب زاہد کو بھی فون آ چکا تھا سیل پر وہ بھی اسے دیکھنے کیلئے گھر سے جا چکے تھے اور میں بڑی حیران تھی کہ کہاں گیا سکول میں نہیں ہے سکول ٹائم بچہ کہاں ہے اب آپ سوچیں ماں کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے تو بہرحال زندگی میں ایسے مختلف واقعات ہوتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے ایسے لگتا ہے کندھے شل ہو جائیں گے ایسے لگتا ہے دل کو کچھ ہو جائے گا تو یہ بات ہے اور اسی طرح ایک دفعہ امریکہ میں پبلک سکول میں میں چھٹی کے ٹائم اس کو لینے گئی ہوئی تھی باہر کھڑی ہوئی تھی اور وہاں پہ دو لوگوں کی لڑائی ہونے لگی دو لوگوں کی جو لڑائی ہونے لگی تو میں نے اس کو سکول سے لے لیا اس کے ساتھ ہی پلے گراؤنڈ تھا اور یہ اور احمد دونوں کھیل رہے تھے جھولوں پہ اور میں منہ موڑ کے جو لڑائی ہو رہی تھی اس کو ایک دم دیکھنے لگی آپ سوچیں انسان کیا کرتا ہے اور اس نے جو کھیل کے ایک جھولے سے اترا اور دیکھا کہ امی نظر نہیں آرہیں چھوٹا تھا چار سال یا ساڑھے پانچ سال کا اس نے جھولوں والی جگہ کو چھوڑا اورسڑک پر چل کر گھر کی طرف آنے لگا اور میں تھوڑی دیر لڑائی کو دیکھ رہی تھی کہ یہ لوگ کیوں لڑے آپس میں اور بچے ہی تھے بری طرح لڑ رہے تھے پولیس بھی آ چکی تھی میں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو بڑا بیٹا تو تھا چھوٹا تھا ہی نہیں پورے پارک میں تین چار جگہ سے گیٹ بنے تھے اب جلدی جلدی ہر طرف میں نے دیکھا اور اب معاذ نظر نہیں آرہا اور بھی جو دوستیں تھیں وہ بھی ساتھ میں ایک دو لوگ دیکھنے لگے ایک عورت کہنے لگی میرے پاس فون ہے پولیس کو کال کروں میں نے کہا آپ پولیس کو کال نہیں کریں تو اللہ مدد کرتا ہے یعنی کہیں نہیں جائے گا یہیں کہیں ہوگا پھر وہ سارے واقعات ذہن میں آنے لگے کہ لوگ اٹھا کے لے جاتے ہیں اور پکڑ لیتے ہیں اور اگر پولیس لے لے تو پھر وہ ویسے ہی بچے لے لیتی ہے ساری باتیں اب پھر میں واپس آئی میں نے کہا ابھی آپ کسی کو فون نہ کریں انشاءاللہ اللہ مدد کرے گا تو بڑی مشکل سے لوگوں کو منع کیا پھر میں گھر کی طرف آنے لگی اور یہ روتا ہوا گھر جا کے دروازہ کھٹکھٹا کر کے پھر واپس آرہا تھا پارک کی طرف اتنی اس نے تیزیاں دکھائیں ہیں بہت دفعہ جیسے بچے بہت ہی پھر تیلے بھی تیز بھی تو پھر یہ روتا ہوا واپس آرہا تھا اور پھر اس کا میں نے ہاتھ پکڑا تو میں نے کہا تمہیں گھر یاد تھا تو کہتا کہ ہاں جب میں نے دیکھا آپ مجھے نظر نہیں آئیں حالانکہ میں اسی جگہ پہ تھی جہاں کرسی پہ بیٹھی ہوئی تھی یوں رخ نہیں تھا میرا یوں رخ تھا تو یہ کیا ہے کہ ماں کا دل کیسا دل ہوتا ہے تو لمحے بھر کے اندر جیسے انسان پر ایک قیامت گزر جاتی ہے تو آپ ان واقعات کو یاد کریں اب لیکن آپ سوچیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے ان کے دل پر گرہ لگائی اور ہم نے ان کو صبر عطا کیا اور وہ یقین

کرنے والوں میں سے تھیں اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ وہ بڑی صابرہ تھیں، بی بی حاجرہ بھی صابرہ تھیں تو کیا بات عمل کے لئے ملتی ہے صبر بہت ضروری ہے اور ہمارے اندر صبر کی بڑی کمی ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جاتے ہیں واویلا شور اور مر گئے اور لٹ گئے اور لوگو اب کیا کریں ہمارا ہے کوئی، کیا حال ہمارا ہو جاتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ زندگی میں آزمائشیں تو آتی ہیں قدم قدم پہ آتی ہیں لیکن زندگی نام ہے صبر کا زندگی نام ہے مر مر کے جیئے جانے کا پھر اب کیا ہے

آیت نمبر 11. وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ترجمہ۔ اُس نے بچے کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا چنانچہ وہ الگ سے اس کو اس طرح دیکھتی رہی کہ (دشمنوں کو) اس کا پتہ نہ چلا

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس کی بہن کو کہا کس کی بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اپنی بہن نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو کہا" **هَا**" کی ضمیر نہیں ہے "**هِ**" کی ضمیر ہے ان کی بہن کو کہا اور کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو بہن تھیں ان کا نام تھا مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بھی مریم بنت عمران تھی نام اور ولدیت دونوں ایک جیسے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کی بہن کی عمر تقریباً بارہ سال تھی پہلےبہن تھی پھر اس کے بعد ہارون علیہ السلام تھے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اب ہارون علیہ السلام کیوں ان کو ذبح نہیں کیا گیا اس لئے کہ اس زمانے میں ابھی خواب نہیں دیکھا تھا ابھی بیٹے قتل کروانے شروع نہیں ہوئے تھے۔ تفسیر میں میں یہ بات پڑھ رہی تھی ابھی بچوں کو قتل کروانا فرعون نے شروع نہیں کیا تھا اس لئے ہارون علیہ السلام بھی بچ گئے اور بہن بھی چھوٹی سی تھی خیر اب کیا ہوا **وَقَالَتْ** ام موسیٰ بولی **لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ** کہ اس کے پیچھے پیچھے جا اور آپ کو پتہ ہی ہے **قُصَّ يَقُصُّ** قدموں کے نشانوں پر چلنا اسی سے قصہ گوئی بھی ہوتا ہے اور یہاں پہ کیا ہے **قُصِّيهِ** کہ اس کے پیچھے پیچھے جا کس کے پیچھے پیچھے صندوق کے اب سوچیں سمندر کے اندر صندوق ہے اور کہا کہ تم بھی اس کو دیکھ لو ماں کی بے قراری دیکھ اس کو ماں کہتے ہیں جا تو سہی اس کے پیچھے جا اور **فَبَصُرَتْ** اس کو دیکھتی جا پس دیکھ **بِهِ** اس کو اس صندوق کو دیکھتی جا ،اب حضرت موسیٰ کو دیکھتی جا **عَنْ جُنُبٍ** اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر **جُنُبٍ** کا لفظ آیا ہے یہ اجنبی اور دور کے معنی بھی دیتا ہے اور جیسے آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں سورت النساء میں **وَالْجَارِ الْجُنُبِ** ساتھ والے پڑوسی، ساتھ کے معنی بھی دیتا ہے۔ ایک تو ہے اجنبی، دور، **جُنُبٍ** اگر ہوگا تو کیا ہے کہ دور رہ کر دیکھنا یہ نہ ہو کہ اس کے قریب چلی جاؤ اور پتہ چل جائے کسی کو بھی یعنی **جُنُبٍ** کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ دور سے اجنبی بن کر دیکھنا اور اگر **جَنبِ** کہیں تو ساتھ ساتھ بھی رہنا یہ نہ ہو کہ اتنی دور چلی جاؤ اور پتہ ہی نہ چلے کہ وہ صندوق گیا کہاں تو بہرحال تو معنی کیا ہے دور سے دیکھتی رہنا **فَبَصُرَتْ بِهِ** اور پھر دیکھتی جا اس کو یعنی دریا کے کنارے کنارے چلتی جاؤ اور اس کو دیکھتی چلی جاؤ **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور فرعونیوں کو اس کا پتہ بھی نہ چلا کہ یہ جو لڑکی ساتھ ساتھ چل رہی ہے یہ انہی کا صندوق ہے، انہی کا کوئی رشتے دار ہے **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور انہیں پتہ ہی نہیں تھا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو بھی پتہ نہیں تھا کہ ہم نے ان کو جو کنوئیں میں ڈالا ہے وہ تو سمجھتے تھے ختم ہو گئے ہوں گے لیکن کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو کہاں سے نکال کر کہاں پہنچایا اسی طرح کافروں نے

محمد ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کیا ہوا تھا اور انہیں پتہ بھی نہیں تھا وہ سورت یٰسٓ پڑھتے وہاں سے نکل گئے **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور ان کو بھی نہیں پتہ تھا تو لوگوں کو پتہ کوئی نہیں ہوتا شعور نہیں ہوتا

آیت نمبر 12. وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ

ترجمہ۔ **اور ہم نے بچّے پر پہلے ہی دُودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں (یہ حالت دیکھ کر) اُس لڑکی نے اُن سے کہا "میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمّہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں؟"**

وَحَرَّمْنَا اب ہم نے حرام کر دیا **عَلَيْهِ** اس پر یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر **الْمَرَاضِعَ** یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے حرام کر دی تھیں **مِنْ قَبْلُ** پہلے سے ہی تو **مُرْضِعٌ** واحد ہے اور **الْمَرَاضِعَ** جمع ہے دودھ پینے کی جگہ جو ہوتی ہے، یہ جو سینہ ہے، یہ چھاتیاں جو ہیں اس کو کہتے ہیں **الْمَرَاضِعَ** تو چھاتیاں ہم نے اس پر حرام کر دی تھیں اور کہتے ہیں کہ **مُرْضِعٌ** یہ ظرف مکان اور مصدر میمی(وہ مصدرجس کے شروع میں میم زائد ہوتا ہے) بھی ہے یعنی چھاتی سے دودھ پینا بھی اور دودھ پینے کی جگہ بھی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اب یہاں پہ یہ نہیں کہا کہ ایک چھاتی حرام کی تھی ساری چھاتیاں حرام کر دی تھیں اور یہ کس کی چھاتیاں تھیں مختلف دائیوں کی یعنی دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا تو اللّٰہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منع کر دیا تھا کہ اپنی ماں کے علاوہ کسی **انّا** یا کسی دائی کا دودھ نہ پینا یہ حرام کر دیا تھا اب ہوا کیا؟ اب جو صندوق کھولا گیا اس میں سے بچہ نکلا اور جب اس کو صندوق سے نکالا گیا تو وہ کیا کر رہا تھا؟ وہ رو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ کو حضرت موسیٰ کہتے کیوں ہیں ؟ کہتے ہیں کہ قبطی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں میں نے اسے پانی سے نکالا اور اس میں **"مو"** پانی کو کہتے تھے اور **"اوشے"** کا مطلب تھا بچایا ہوا تو موشے یا حضرت موسیٰ اس کی معنی یہ تھے کہ میں نے اس کو پانی سے بچایا تو اب اس کے معنی یہ ہیں فرعون کے گھر میں بچے کا نام موسیٰ رکھا گیا اور یہ عبرانی زبان کا نہیں یہ قبطی زبان کا لفظ ہے کہ کہاں سے پتہ چلتا ہے؟ بائبل اور تلمود سے اور اس کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو پانی سے نکالا یا پانی سے بچایا تو اب بچہ رو رہا ہے اور اب آپ سوچیں محل کے اندر بچہ ہے شاہانہ اس کا انداز ہے طور طریقے ہیں اور اب بات محل کے باہر بھی نکل گئی ہے کہ بچہ رو رہا ہے اس کو گود لے لیا ہے فرعون نے اور اس کی ملکہ نے اور اب وہ دودھ نہیں پیتا کسی کا اور مختلف دائیاں جمع ہو رہی ہیں ایک کو لایا جا رہا ہے دوسری کو لایا جا رہا ہے تیسری کو اور لوگ خود بھاگ بھاگ کر بھی آئیں گے کہ کیونکہ محل کے اندر اگر کسی کو نوکری دودھ پلانے کی مل جائے تو آپ سوچیں کہ کتنا زیادہ معاوضہ اور اجرت ملے گی تو اب کیا ہے بہت سی **الْمَرَاضِعَ** بہت سی چھاتیاں جمع ہوئی ہیں گویا کہ بہت سی دائیاں جمع ہو گئی ہیں لیکن اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ** تو دائیاں جمع ہونے سے پہلے ہی ہم نے حرام کر دیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کسی عورت کا دودھ نہ پینا سوائے اپنی ماں کے **فَقَالَتْ** اب پس کہا۔ یہ کس نے کہا؟ بہن نے کہا جو کہ صندوق کے کنارے کنارے چل رہی تھی اور وہیں کہیں محل کے باہر کھڑی ہوئی ہوگی اب بچہ رو رہا ہے اب بہت سی دائیاں گئی ہیں اور اب اعلان ہے کہ کوئی ہے جو ایسی دائی آئے جس کا بچہ دودھ پی لے اب اس وقت اس نے موقع مناسب دیکھا **فَقَالَتْ** کہنے لگی کیا میں بتاؤں تم کو **هَلْ أَدُلُّكُمْ** کیا میں بتاؤں تم کو ، کیا میں دلالت کروں تمہاری ،کیا میں رہنمائی کروں تمہاری **عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ** ایک گھرانے کی، ایک

گھر والوں کی **يَكْفُلُونَهُ** جو اس کی کفالت کریں، جو اس بچے کی پرورش کرے **لَكُمْ** تمہارے لئے یعنی اہلِ محل کے لئے، فرعون اور اس کی بیوی کے لئے وہ اس بچے کی پرورش کریں **وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ** اور وہ ہوں اس کے خیرخواہوں میں سے ناصح کی جمع ہے **نَاصِحُونَ** اور اس کے وہ خیرخواہوں میں سے ہوں گے بڑی خیرخواہی چاہنے والے، بڑے اچھے طریقے سے رکھیں گے وہ لوگ

آیت نمبر 13. فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ اس طرح ہم حضرت موسیٰ کو اس کی ماں کے پاس پلٹا لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ پس ہم نے اس کو واپس پہنچا دیا اس کی ماں کی طرف آپ غور تو کریں اس بات پر کتنی خوبصورت بات ہے کہ اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کہتی ہے کہ میں ایک گھر والوں کا پتہ بتاتی ہوں اور محل والے کہتے ہیں کہ جا اس عورت کو لے آ چنانچہ وہ دوڑی دوڑی جاتی ہے اور اپنی والدہ کو لے کر واپس آتی ہے جب واپس آتی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ساتھ ہوتی ہیں اس بات کا آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں ہم نے لٹا دیا حضرت موسیٰ کو **إِلَىٰ أُمِّهِ** اس کی ماں کی طرف کیوں لٹایا؟ **تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا** تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور فرعون کی بیوی نے کیا کہا تھا **قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ** کہ میری آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں اور تیری بھی تو فرعون نے آگے سے کہا تھا **لَکِ لَا لِی** تیری ہوں گی میری نہیں اور اللہ نے اس کو سچ ثابت کر دیا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں کیوں پیچھے اللہ تعالیٰ نے کہا تھا **وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي** یہاں پر بھی کہا **وَلَا تَحْزَنَ** اور آزردہ نہ ہونا، غم نہ کرنا **وَلِتَعْلَمَ** اور تا کہ وہ جان لیں **أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** کہ اللہ کا وعدہ سچ ہے، **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں میری پیاری بہنوں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کی حکمت اللہ کی تدبیر اللہ جانتا ہے دنیا نہیں جانتی اور اللہ کی تدبیروں میں خیر نظر آتی ہے اور آپ یہ بات بھی یاد رکھیں زندگی میں بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے انجام کی حقیقت سے ہم بے علم ہوتے ہیں اور اللہ کو اس کام کے حسن انجام کا پتہ ہوتا ہے تو ہوتا کیا ہے کہ جب وہ کام ہمارے سامنے آتا ہے تو ہمیں وہ اچھا نہیں لگتا جیسے سورت البقرہ آیت 216 میں آپ پڑھ چکی ہیں ہو سکتا ہے جس چیز کو تم برا سمجھو اس میں تمہارے لئے خیر ہو اور جس کو تم پسند کرو اس میں تمہارے لئے شر کا پہلو ہو اور زندگی میں بہت سے واقعات ایسے ہوتے ہیں اور خیر کا پتہ بڑی دیر بعد جا کر چلتا ہے لیکن اس وقت ہمارا جو واویلا اور شور ہے، بے صبری ہے اور رونا پیٹنا ماتم کرنا وہ ہمارے اجر کو کم کر دیتا ہے ہماری نیکیوں کو ضائع کرتا ہے تو کرنا کیا چاہئے صبر کرنا چاہئے اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو نے ڈالی ہے تو اس کو کٹوا بھی دے اللہ میں تو اس قابل نہیں تھی لیکن تو نے مجھ پر یہ آزمائش ڈال دی اب اس آزمائش کے شایان شان مجھے صبر بھی دے مجھے تقویٰ بھی دے مجھے بہترین بنا دینا جیسا کہ تمہیں مطلوب ہے تاکہ میرا عمل ضائع نہ ہو جائے اس طرح سورت النساء آیت 19 میں آتا ہے تم کسی چیز کو برا سمجھو اور اللہ اس میں تمہارے لئے خیر کثیر پیدا کر دے تو اس سے کیا بات سامنے آتی ہے کہ ہماری بہتری اس میں ہے کہ اپنی پسند نا پسند کو چھوڑ کر ہر معاملے میں اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی پابندی کریں اسی میں ہمارے لئے خیر ہے اور اسی میں ہمارے لئے بہتری ہے ہماری دنیا بھی اچھی ہوگی اور ہماری آخرت بھی تو آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے جو وعدہ کیا تھا پیچھے کہا تھا **فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا** پھر ہم

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی والدہ کی طرف پلٹا دیا یہاں ایک بات پیدا ہوتی ہے اور وہ کیا ہے؟ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کب ملے جب ان کو دریا میں ڈال دیا تھا۔ پہلے دریا میں ڈالا تھا پھر ماں کے پاس وہ آئے ہیں اب آئے کیسے ہیں؟ ماں تو پرورش کرتی ہی ہے اپنے بچے کی لیکن اب وہ شہزادہ بن کر آئے ہیں پہلے تھے وہ بنی اسرائیل, غلام قوم کا بیٹا ایسی قوم جو ذلیل قوم ہے طبقاتی کشمکش کا شکار ہے کوئی عہدہ نہیں, کوئی جاہ نہیں, کوئی منصب نہیں اب اللہ تعالیٰ نے شہزادہ بنا کر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماں کے سپرد کر دیا رسول اللہ ﷺ کی ایک **حدیث** کے مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ "جو شخص اپنی روزی کمانے کیلئے کام کرے اور اس کام میں اللہ کی خوشنودی پیش نظر رکھے اس کی مثال تو ام موسیٰ جیسی ہے کہ انہوں نے اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلایا اور اس کی اجرت بھی پائی" . اتنی خوبصورت بات ہے کہ جو بھی کمائی کرنے والے ،تجارت کرنے والے، جو بھی وہ نوکری کرتے ہیں اس میں اللہ کی رضا کا خیال رکھتے ہیں کہ حرام نہیں حلال کمانا ہے، ایمانداری سے کام کرنا ہے، ٹھیک ٹھیک حق ادا کرنا ہے **مطففین** میں نہیں شامل ہونا کہ کسی کے حق میں، ناپ تول میں، دفتر کے اوقات میں کمی کرنی ہے نہیں کچھ نہیں رزق حلال لینا ہے اپنی اور اپنے بال بچوں کی پرورش اللہ کی عبادت سمجھتے ہوئے جو کرتے ہیں تو روزی کمانے پر اللہ کے ہاں اس کو اجر بھی ملتا ہے، روزی بھی ملتی ہے، دنیا بھی ملتی ہے اور اجر و ثواب بھی ملتا ہے تو ام موسیٰ کی طرح اب ماں نے بچے کو پالنا تو تھا ہی اب اللہ نے جو دل پر گرہ لگا دی تھی جو ان کو صبر دیا تھا جو بات بتائی تھی الہام کر دی تھی کیا کیا؟ کہ انہوں نے اس بچے کو پانی میں بہا دیا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے؟ آزمائشوں میں اترنے کے بعد **وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ** (40- سورت طٰہٰ) آزمائشوں میں ڈالے جانے کے بعد انسان نکھرتا ہے، پھر وہ کندن بنتا ہے اور سونا کندن کب بنتا ہے؟ جب بہت زیادہ درجۂ حرارت میں اس کو گرم کیا جاتا ہے تو انسان کندن کب بنتا ہے؟ جب آزمائشوں کی بھٹی میں پکتا ہے آزمائشیں آتی ہیں پھر انسان کندن بن جاتا ہے تو اب آپ دیکھ لیجیے ماں نے صبر کیا لوگوں پر دلی جذبات اور خیالات کا اظہار نہیں کیا اب اللہ تعالی نے یہ احسان کیا کہ بنی اسرائیل میں ام موسیٰ کے گھر محل سے بچہ معاوضے پر آ گیا اپنا ہی بیٹا اس کو دودھ پلانا ہے اور ساتھ ہی معاوضہ بھی ملنا ہے کہتے ہیں کہ جب ام موسیٰ دربار میں گئی تو وہاں پہ اوقات مقرر ہوئے کہ ان اوقات پر دودھ پلانا ہے تو اب فرعون نے والدہ حضرت موسیٰ سے محل میں رہنے کی درخواست کی کہ وہ محل میں ہی رہ جائے تاکہ بچے کی صحیح پرورش اور نگہداشت ہو سکے کیونکہ حضرت موسیٰ نے اپنی ماں کا دودھ فوراً لپک کر پینا شروع کر دیا باقی کسی کا نہیں پیتے تھے انہوں نے سوچا ہی نہیں کہ یہ ماں تو نہیں ہیں بس اس وقت تو یہ تھا کہ بچہ رو رہا ہے کسی کا دودھ تو پیئے چلو اس کا دودھ پی لیا یہ تو اچھی بات ہوگئ یہ مسئلہ کا حل ہو گیا اور ام موسیٰ نے کہا کیا؟ یہ نہیں کہا کہ اچھا فرعون کے محل میں جگہ مل رہی ہے کہنے لگیں میں اپنے خاوند اور بچوں کو چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی **بِالْآخِر** یہ طے پایا کہ بچے کو ساتھ ہی اپنے گھر لے جائیں اور وہاں پرورش کریں اور شاہی خزانے سے ان کی اجرت مقرر کر دی گئی یہ ہے اللہ کی حکمت یہ ہے اللہ کی تدبیر **كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا** کہ آنکھیں بھی ٹھنڈی رہیں **وَلَا تَحْزَنَ** نہ وہ غمگین ہوئی **وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** اور اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اور سوچیں اس بات پر اللہ نے جتنے وعدے کئے ہیں کہ ایمان لاؤگے تو دنیا بھی دوں گا اور آخرت بھی دوں گا، سرخروئی ملے گی، عزت ملے گی، نیک نامی ملے گی اور جب نفس مطمئنہ بن جاؤ گے تو پھر میں آخرت میں جنت الفردوس عطا کروں گا کاش کہ مجھے اور آپ کو یہ سبق یاد ہو جائے کہ اللہ کے سارے وعدے سچے ہیں اللہ جو وعدہ کرتا ہے اپنی کتاب میں، اپنے رسولوں سے، اپنے مومنین سے اللہ ان کو سچ کر دکھاتا ہے۔ **مفہوم حدیث** ایک شخص جو رسول اللہ کے پاس آیا تھا کہا تھا پیٹ خراب ہے

آپ وہ حدیث پہلے پڑھ چکی ہیں سن چکی ہیں تو آپ نے اس کو پیٹ کا علاج یہ بتایا کہ جا اور جا کے شہد کو استعمال کر وہ پھر آیا کہنے لگا کہ پہلے سے زیادہ دست آنے شروع ہو گئے ہیں کہا کہ نہیں کہا کہ پھر اس کو استعمال کر اس نے پھر کہا یعنی دو تین دفعہ جب یہ بات ہوئی تو کیا بات کہی کہ تیرا پیٹ جھوٹا ہو سکتا ہے اللہ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح قرآن کی حقانیت پر یقین ہو جب یقین کر کے قرآن کی آیتیں پڑھیں گے جسمانی علاج ہوگا جب یقین کر کے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے قلبی امراض کا علاج کریں گے تو پھر کیا ہے کہ روحانی طور پر بھی ہم ٹھیک ہو جائیں گے انفرادی طور پر بھی، قومی طور پر بھی تو بات کیا ہے **وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** افسوس اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں فرعون نہیں جانتا تھا ہامان اور اس کے لشکری بھی نہیں اور افسوس کہیں میں اور آپ تو نہیں کہ میں اور آپ بھی نا جاننے والوں میں شامل ہیں